



Wilkinson سے الوداع کی خاموشی

میرا مقدر بھی کیا عجیب رہا ہے۔

ہمیشہ اکیلا۔

اتنی ساری عورتوں کے پیچ بیٹھا ہوا۔

کبھی مرکز میں نہیں۔

بس ایک مہمان۔

بچ پوچھو تو یہ کردار مجھے کبھی ناگوار نہیں لگا۔

ایک اور چیز تھی جو ہمیشہ میری توجہ کھینچ لیتی تھی۔

ایسی چیز جو عورتیں پوچھے بغیر لے لیتی ہیں۔

پیسہ نہیں۔

وہ تو ہمیشہ سب سے کم دلچسپ حصہ رہا ہے۔

وہ توجہ لے لیتی ہیں۔

تجسس۔

خیالات۔

وقت کے ٹکڑے۔

تمہاری ذہنی توانائی کے پورے پورے حصے۔

اور اکثر انہیں خود بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کر رہی ہیں۔

پہلا اصول ہمیشہ ایک ہی رہا۔

ان کے ہوتوں پر مسکراہٹ لے آؤ۔

مگر احمق بنے بغیر۔

کیونکہ مزاح اور حماقت میں بڑا فرق ہے۔

پہلا گفتگو کا دروازہ کھولتا ہے۔

دوسری اسے بند کر دیتی ہے۔

ورنہ نفیس ترین عشاءِ بھی آخر کار فاسٹ فوڈ کے کھانے سے کچھ زیادہ نہیں رہتا۔

تبھی میں نے فولاد کے بارے میں اپنا ذاتی بشریاتی نظریہ بیان کرنا شروع کیا۔

مجھے امید تھی کہ بات معتبر لگے گی۔

ضروری نہیں کہ اس پر یقین بھی کیا جائے۔

میں نے ایک دور دراز صبح کا تصور کیا۔

ایک مرد ایک رومانی ملاقات کے لیے اپنے غار سے نکلا تھا۔

مگر اس کی ساتھی کا اسے جانے دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

وہ جنگل میں اس کے پیچھے پیچھے چلی۔

وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔

کس کے ساتھ۔

اور کیوں۔

اُن دنوں سب آزاد تھے، اور ماہرینِ سماجیات نے ابھی جنسی بے راہ روی ایجاد نہیں کی تھی۔

ایک موقع پر وہ آگ بگولا ہو گیا۔

اس نے ایک پتھر اٹھایا اور عورت کو بھگانے کے لیے اس کی طرف پھینک دیا۔

پتھر ایک چٹان سے ٹکرایا۔

ایک چنگاری۔

پھر ایک اور۔

پھر دھواں۔

باقی کام ہوا نے کر دیا۔

اور آگ پیدا ہوئی۔

رومانی ملاقات وہیں ختم ہو گئی۔

جو ہوا تھا وہ کہیں زیادہ اہم تھا۔

وہ ابھی کسی مینوئل میں درج نہیں تھا۔

Amazon کے مینوئلز میں بھی نہیں۔

اسے دیکھنا تھا۔

سمجھنا تھا۔

استعمال کرنا تھا۔

میز پر بیٹھی عورتیں خاموشی سے سن رہی تھیں۔

کوئی کہا نہیں رہا تھا۔

ویٹر کو سوپ واپس باورچی خانے لے جا کر دوسری بار گرم کرنے پڑے۔

پھر ایک اور بھی عجیب بات ہوئی۔

آس پاس کی میزوں پر بیٹھے کئی جوڑوں نے اپنی کرسیاں ہمارے قریب کھسکا لیں۔

یوں لگا تھا جیسے تھیٹر کا کوئی کھیل ہو رہا ہو۔

حالانکہ میں تو بس ان کے ہوشوں پر مسکراہٹ لانا چاہتا تھا۔

یہی وہ لمحہ تھا جب میں نے معتبر لگا چھوڑ دیا۔

اور مجھ پر یقین کیا جانے لگا۔

میں ایک ایسی کہانی سنا رہا تھا جو کبھی کسی نے نہیں لکھی تھی۔

ہمارے آبا و اجداد کی ایک ممکنہ کہانی۔

میں رک گیا۔

میں نے میگی کی طرف دیکھا۔

”کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں جاری رکھوں؟“

اس نے ایک لمحے کو بھی تامل نہیں کیا۔

”ہاں، شاندار حرامزادے۔“

اور ہم سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

پھر میں نے بات آگے بڑھائی۔

آگ ملی تو عورت سمجھنے لگی کہ یہ دریافت خوراک کے کام آسکتی ہے۔

حرارت ذائقے بدل دیتی تھی۔

وہ خود فطرت کو بدل دیتی تھی۔

کسی کو احساس بھی نہ ہوا اور انسان کی متوقع عمر، جو مشکل سے بیس برس تک پہنچتی تھی،

آہستہ آہستہ چالیس کی طرف بڑھنے لگی۔

آگ نے اسے دگنا کر دیا تھا۔

جراثیمی آلودگی کم ہوئی۔

انفیکشن پسپا ہوئے۔

انسانی جسم کو وقت مل گیا۔

پھر ایک عام سی سہ پہر، ایک غار کے سامنے، اُسی عورت نے کچھ پتھر اٹھائے۔

انہیں غور سے جانچا۔

انہیں آپس میں ٹکرایا۔

ان کا مطالعہ کیا۔

بلاسٹ فرنس کے بغیر۔

فولاد کے کارخانوں کے بغیر۔

انجینٹروں کے بغیر۔

اس نے وہ لمبا سفر شروع کیا جسے آخر کار دھات تک پہنچنا تھا۔

اور بعد میں، فولاد تک۔

اسی لیے، اگر ایک عورت نہ ہوتی تو آج میں یہاں نہ ہوتا۔
میں آپ سے کبھی نہ ملا ہوتا۔
میں آپ کی قدر کبھی نہ جان پاتا۔
میں جو کچھ بن چکا ہوں اسے کبھی ایک الوداع میں لپیٹ نہ پاتا۔
میز خاموش رہی۔

ایسی خاموشی جو باقی سب خاموشیوں سے مختلف تھی۔
یہ انتظار کی خاموشی نہیں تھی۔
یہ الوداع کی خاموشی تھی۔
میں نے میگی کو دیکھا۔
میں نے اس کی بیٹی کو دیکھا۔
میں نے اس کی نواسیوں کو دیکھا۔
اور میں سمجھ گیا کہ میں کسی خاندان کو الوداع نہیں کہہ رہا۔
میں ایک کہانی کو الوداع کہہ رہا تھا۔

Wilkinson خاندان

خوش آمدید۔

میں اٹھا اور چلا گیا۔

کیونکہ عورت کے آنسو مجھ سے کبھی برداشت نہیں ہوئے۔

فرڈیننڈو

Wilkinson ← PDF کی داستان

دوسری داستانیں دیکھو

· Vatican · One Door · Genesis · Opera · Wood · کتب خانہ · نقشے · The Corpus
رابطہ